11981 ـ نماز استخارہ

سوال

میں نماز استخارہ کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں، مثلا اس میں تلاوت کیا کروں، اور کونسی دعاء کروں، رکعات کی تعداد کتنی ہے اور اس کا اجروثواب کیا ہے؟
اور کیا حنبلی، اور شافعی اور حنفی مسلك میں نماز کا یہی طریقہ ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہے اور وہ اس میں متردد ہو تو اس کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استخارہ مشروع کی ہے اور یہ سنت ہے، نماز استخارہ کے متعلق ان سطور میں درج ذیل آٹھ نقاط میں بحث کی جائے گی:

1 ـ نماز استخارہ کی تعریف.

2 ـ نماز استخارہ کا حکم

3 ـ اس کی مشروعیت کی حکمت کیا ہے.

4 ـ نماز استخارہ کا سبب کیا ہے.

5 ـ استخارہ کب کیا جائے گا.

6 ـ استخارہ کرنے سے قبل مشورہ کرنا.

7 ـ نماز استخارہ میں کیا پڑھا جائے گا.

8 ـ استخارہ کی دعاء کب کی جائے گی.

نماز استخارہ کی تعریف:

استخارہ کی لغوی تعریف: کسی چیز میں سے بہتر کو طلب کرنا، کہا جاتا ہے: استخر اللہ یخر لك، اللہ تعالی سے استخارہ کرو وہ تمہارے لیے بہتر اختیار کر دے گا.

استخارہ کی اصطلاحی تعریف:

اختیار طلب کرنا. یعنی نماز یا نماز استخارہ میں وارد شدہ دعاء کے ساتھ اللہ تعالی کے ہاں جو بہتر اور اولی و افضل ہے اس کی طرف پھرنے اور وہ کام کرنا طلب کرنا.

نماز استخارہ کا حکم:

نماز استخارہ کے سنت ہونے میں علماء کرام کا اجماع ہے، اور اس کی مشروعیت کی دلیل بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمیں سارے معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے جس طرح ہمیں قرآن مجید کی سورۃ کی تعلیم دیتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

" جب تم میں سے کوئی ایك شخص کام کرنا چاہے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کر کے یہ دعاء پڑھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الأَمْرَ ثُمَّ تُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ [واصرفه عني] وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ

اے اللہ میں میں تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے ہی تیری قدرت کے ذریعہ قدرت طلب کرتا ہوں، اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں، یقینا تو ہر چیز پر قادر ہے، اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں، تو جانتا ہے، اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام غیبوں کا علم رکھنے والا ہے، الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر اور آسان کر دے، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے اور میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے

اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کردے.

اور وہ اپنی ضرورت اور حاجت یعنی کام کا نام لے.

صحیح بخاری حدیث نمبر (1166) یہ حدیث کئی ایك جگہ میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر كي ہے.

نماز استخارہ کی مشروعیت کی حکمت:

استخارہ کی مشروعیت میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالی کے حکم کے سامنے سر خم تسلیم کیا جائے، اور طاقت و قدرت سے نکل کر اللہ تعالی کی طرف التجاء کی جائے، تا کہ وہ دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی جمع کر دے، اور اس کے لیے اس مالك الملك سبحانہ وتعالی کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے نماز اور دعاء سے بڑھ کر کوئی چیز بہتر اور کامیاب نہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالی کی تعظیم اور اس کی ثناء اور اس کی طرف قولی اور حالی طور پر محتاجگی ہے، اور پھر استخارہ کرنے کے بعد اس کے ذہن میں جو آئے وہ اس کام کو سرانجام دے.

استخارہ کا سبب:

(جن میں استخارہ کیا جاتا ہے) اس کا سبب یہ ہے کہ: مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ استخارہ ان امور میں ہوگا جن میں بندے کو درست چیز کا علم نہ ہو، لیکن جو چیزیں خیر اور شر میں معروف ہیں اور ان کے اچھے اور برے ہونے کا علم ہے مثلا عبادات، اور نیکی کے کام اور برائی اور منکرات والے کام تو ان کاموں کے لیے استخارہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں.

لیکن اگر وہ خصوصا وقت کے متعلق مثلا دشمن یا فتنہ کے احتمال کی صورت میں اس سال حج پر جائے یا نہ اور حج میں کس کی رفاقت اختیار کرے تو اس کے لیے استخارہ ہو سکتا ہے.

تو اس بنا پر کسی واجب، یا حرام یا مکروہ کام میں استخارہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ استخارہ تو مندوب اور جائز اور مباح کاموں میں کیا جائے گا اور پھر مندوب کام کے اصل کے لیے استخارہ نہیں کیونکہ وہ کام تو اصل میں مندوب ہے بلکہ استخارہ اس وقت ہو گا جب تعارض ہو، یعنی جب اس کے پاس دو کاموں میں تعارض پیدا ہو جائے کہ وہ کونسے کام سے ابتداء کرے یا دونوں میں سے پہلے کام کونسا کرے؟ لیکن مباح کام کے اصل میں بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے.

استخارہ کب کیا جائے؟

استخارہ اس وقت کیا جائے جب استخارہ کرنےوالا شخص خالی الذہن ہو اور کسی معین کام کو سرانجام دینے کا

عزم نہ رکھے، کیونکہ حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

" جب اسے کوئی کام درپیش ہو " اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ استخارہ اس وقت ہو گا جب ابھی اس کے دل میں کوئی کام آیا ہو، تو پھر نماز اور دعاء استخارہ کی برکت سے اس کے لیے اس کام کی بہتری ظاہر ہو گی.

بخلاف اس کے کہ جب اس کے نزدیك کوئی کام کرنا ممکن ہو اور وہ اسے سرانجام دینے پر پختہ عزم اور ارادہ کر چکا ہو، تو پھر وہ اپنے میلان اور محبت کی طرف ہی جائے گا، تو اس سے خدشہ ہے کہ اس کے میلان اور پرعزم کے غلبہ کی بنا پر اس سے بہتری کی راہنمائی مخفی رہے.

اور یہ بھی احتمال ہے کہ حدیث میں ھم یعنی درپیش سے مراد عزم ہو کیونکہ ذہن ثابت اور ایك پر نہیں ٹھرتا، تو وہ ایسا ہی نہیں رہے گا الا یہ کہ جب اسے سرانجام دینے کا عزم رکھنے والا شخص بغیر کسی میلان کے سرانجام دے، وگرنہ اگر وہ ہر حالت اور ذہن میں استخارہ کرے گا تو پھر وہ ایسے کاموں میں بھی استخارہ کرتا پھرے گا جس کا کوئی فائدہ نہیں تو اس طرح وہ وقت کے ضیاع کا باعث ہو گا.

استخارہ کرنے سے قبل مشورہ کرنا:

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

استخارہ کرنے سے قبل کسی ناصح اور شفقت اور تجربہ کار اور دینی اور معلوماتی طور پر بااعتماد شخص سے اس کام میں مشورہ کرنا مستحب ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اور معاملے میں ان سے مشورہ کرو.

اور مشورہ کرنے کے بعد جب اسے یہ ظاہر ہو کہ اس کام میں مصلحت ہے تو پھر وہ اس کام میں اللہ تعالی سے استخارہ کرے.

ابن حجر الھیتمی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

حتی کہ تعارض کے وقت بھی (یعنی پہلے مشورہ کرے) کیونکہ مشورہ دینے والے کے قول پر اطمنان نفس سے زیادہ قوی ہے، کیونکہ نفس پر نصیب غالب ہوتے ہیں اور ذہن بکھرا ہوتا ہے، لیکن اگر اس کا نفس مطمئن اور سچا ارادہ رکھتا ہو اور خالی الذہن ہو تو پھر استخارہ کو مقدم کرے.

نماز استخارہ میں کیا پڑھا جائے گا:

ـ نماز استخارہ میں قرآت کے متعلق تین قسم کی آراء ہیں:

ا ـ احناف، مالکی اور شافعی حضرات کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں " قل یا ایھا الکافرون" اور دوسری رکعت میں " قل ھو اللہ احد " پڑھی جائے.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے اس پر تعلیق ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

ان دونوں سورتوں کو پڑھنا اس لیے مناسب ہے کہ یہ نماز ایسی ہے جس سے رغبت میں اخلاص اور صدق اور اللہ تعالی کے سپرد اور اپنی عاجزی کا اظہار ہے، اور انہوں اس کی بھی اجازت دی ہے کہ: ان سورتوں کے بعد قرآن مجید کی وہ آیات بھی پڑھ لی جائیں جن میں خیرو بھلائی اور بہتری کا ذکر ہے.

ب ـ بعض سلف حضرات نے مستحسن قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ نماز استخارہ کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات تلاوت کی جائیں:

وَرَبُّك يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ .

اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا اور اختیار کرتا ہے.

مَا كَانَ لَهُمْ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ .

ان کے لیے کوئی اختار نہیں اللہ تعالی پاك اور بلند و بالا ہے اس چیز سے جو وہ شرك کرتے ہیں.

وَرَبُّك يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ .

اور تیرا رب جانتا ہے جسے ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں.

وَهُوَ اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ "

اور وہ ہی اللہ ہے، اس کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں، پہلے اور آخر میں اسی کی تعریفات ہیں، اور اسی کے لیے حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے.

اور دوسری رکعت میں یہ آیات پڑھے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالا

مُبِينًا

جب اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر میں فیصلہ کر دیں کو کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو کوئی اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمان کرے گا وہ واضح گمراہی میں جا پڑا.

ج ۔ لیکن حنابلہ اور بعض دوسرے فقہاء نے نماز استخارہ میں معین قرآت کرنے کا نہیں کہا.

دعاء استخارہ پڑھنے کی جگہ:

احناف، مالکی ، شافعی اور حنابلہ حضرات کا کہنا ہے کہ:

استخارہ کی دعاء دو رکعت کے بعد پڑھی جائيگی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث کی نص کے موافق بھی یہی ہے.

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (3 / 241).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا کہنا ہے:

دعائے استخارہ کے متعلق مسئلہ:

کیا دعاء نماز میں مانگی جائيگی یا کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد؟

جواب:

نماز استخارہ اور دوسری نماز میں سلام سے قبل دعاء کرنی جائز ہے، اور سلام کے بعد بھی، اور سلام پھیرنے سے قبل دعاء کرنی افضل ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ کی اکثر دعائیں سلام پھیرنے سے قبل ہوا کرتی تھیں اور سلام سے قبل نمازی نماز سے فارغ نہیں ہوتا تو یہ بہتر ہے.

دیکھیں: فتاوی الکبری (2 / 265).

واللہ اعلم .